والدہ لیلیٰ اور چائے کی پیالی

والدہ لیلیٰ یعنی ہماری بیگم نے جب ہمیں چائے کا کہا تو ہم ناک بھنوں چڑھانے لگے کہ گھر سے چائے بنا کر یونیورسٹی تک لے جانا، یوں تو مردوں کی شان کے منافی ہے، مگر ساتھ ہی ہماری احسان کر کے اُسے جتاتے رہنے کی حِس نے اندر ہی اندر انگڑائی لی اور ہم نے حامی بھر لی۔ گویا بڑی مدت کے بعد ایک سنہری موقع ہاتھ لگا جسے ہم گنوانا نہیں چاہتے تھے اور یوں بھی چائے بنانا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کچھ کام جن کے کرنے میں ہم کبھی عار محسوس نہیں کرتے، چائے بنانا اُن میں سے ایک ہے۔ جو ہم اپنے اور اپنی بیگم کے سُسرال میں بھی بڑے فخر سے کر لیتے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

چائے بھی کس طرح ہماری سوسائٹی کے گلے پڑی ہے کہ گھر ہو یا دفتر، کاروباری مراکز ہوں یا تعلیمی درسگاہیں ہر جگہ چائے پی اور پلائی جاتی ہے۔ یہی وہ مشربِ لیل و نہار ہے جس سے ہمارے دن کا آغاز اور اختتام ہوتا ہے۔ یہ مصروف لوگوں کے دردِ سر کا علاج اور فارغ لوگوں کا شغلِ فرصت ہے۔ صاحب لوگ میٹنگز کے بہانے چائے تو کبھی چائے کے بہانے میٹنگز بلاتے رہتے ہیں اور چائے کے ساتھ نہ جانے کیا کیا اپنی خاطر مدارات کراتے رہتے ہیں۔ آج کل ایک اصطلاح Hi Tea کے نام سے رائج ہے جو انٹرنیشنل کانفرنسز اور سیمینارز میں اکثر دیکھنے کو ملتی ہے؛ جس میں سموسے، پکوڑے، کیک، پیسٹریاں، سینڈوچز اور نہ جانے کیا کیا میز پہ سجایا جاتا ہے اور چائے کسی کونے میں بس منتظر ہی رہتی ہے کہ کوئی بندہ خدا اس مرکزِ ضیافت، مسمیٰ باسمہ کی طرف بھی متوجہ ہو۔ مگر جو چائے کے رَسیا ہیں یا بقول شخصے چائے سے رُوسیاہ کیے ہوئے ہیں وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ پہلے چائے پر ہی لپکتے ہیں اور اگر کسی نے ایسے رُوسیاہوں کی دعوت میں دنیا جہان کی نعمتوں سے تواضع بھی کر دی مگر ایک چائے چھوڑ دی تو سمجھیے کہ ساری دعوت اکارت گئی۔ ایسے رُوسیاہ ہی اکثر یہ کہتے پائے جاتے ہیں کہ

چائے سے غرض نشاط ہے کس رُوسیاہ کو

ہماری بیگم کا شمار بین بین والوں میں ہوتا ہے کہ کسی دعوت میں چائے مل جائے تو فبہا نہ ملے تو گلہ نہیں کرتیں اور اگر ہمارے ہاتھوں پینے کا موقع مل جائے تو حیلہ نہیں کرتیں بلکہ ہم سے چائے بنوانا اپنا حقِ زوجیت سمجھتی ہیں اور اکثر ہم سے کہتی ہیں کہ حققِ زوجین میں صرف زوج کا ہی نہیں بلکہ زوجہ کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ خیر ہمیں حقوق کی ادائیگی کی نہیں بلکہ احسان جتانے اور اپنی

شوہرانہ وفاداری پر مہرِ تصدیق ثبت کرانے کی فکر لاحق تھی تاکہ عربی کا مقولہ الاِحسانُ یَقطعُ اللِسان ہم پر بھی صادق آسکے اور ہم بھی اس کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں۔ انہی خیالات اور توہمات کے تحت ہم نے جلدی سے اپنی خاص ترکیب والی چائے بنائی پہلے خود پی اور بقیہ مگ میں ڈال لی۔

خاص ترکیب والی چائے اس لیے، کہ کہیں مرحوم ابوالکلام آزاد ہمیں اُس بد ذوق و بد ذائقہ قوم کا فرد نہ سمجھ لیں؛ جو نہ تو چائے سازی کی ترکیبِ خاص سے واقف ہے اور نہ ہی چائے نوشی کی ترکیبِ عام سے آگاہ؛ جن کی قدرِ مولانا و چائے۔۔۔ ناشناسی کی وافر مثالیں موصوف نے خود اپنی تحریروں میں بیان کی ہیں۔ بلکہ جتنی شدت سے مولا۔۔نا۔۔۔نے چائے کے معاملے میں ہندوستانیوں کو کج رو کہا ہے شاید ہی کسی اور معاملے میں کہا ہو۔۔۔ پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ۔۔۔ دراصل ہم نے چائے کی یہ خاص ترکیب مولانا کے ڈر سے ہی اپنائی ہے وگرنہ پہلے جب ہم عام ترکیب والی چائے پیتے تھے تو غیب سے ہمیشہ یہی آواز آتی تھی:

کہ ہائے کم بخت تُو نے پی ہی نہیں

واقعہ یہ ہے کہ چائے کے پتوں کا کھولتا پانی، دودھ اور شکر جیسی آلائشوں سے پاک؛ جسے مولانا سگریٹ کے ساتھ نوش فرماتے اور دیر تک محوِ سرور رہتے یہ اُن کا ہی دم خم تھا، ورنہ ایسی کوہ پیکر چائے پینا اور بقائمی ہوش و حواس اُس چائے کی تعریف کرنا ہمارے لیے کسی طرح جُوئے شیر لانے سے کم نہ تھا اس لیے ہم نے مولانا۔۔۔ اور اپنی وقت و بے وقت چائے نوشی کی عادت۔۔۔ کو مد نظر رکھتے ہوئے دن میں صرف ایک مرتبہ جُوئے شیر لانے کو ترجیح دی اور بقیہ اوقات میں اُس جُوئے شیر کا استعمال چائے میں کرنے لگے تاکہ خدا بھی مل جائے اور وصلِ صنم بھی۔

الغرض ہم خاص اپنی ترکیب سے تیار کردہ چائے لے کر یونیورسٹی کی طرف روانہ ہوئے تو ذہن میں شوہرانہ حقوق سے متعلق ولولہ انگیز بیان تھا اور دل میں صنفِ نازک کے دوش پر بھاری احسان ڈالنے کا جوش:

خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہہ پاؤں وہ بھی

ہم گیٹ پر پہنچے تو گارڈ جیسے ہمیں اندر لے جانے کے لیے تیار تھا اذنِ باریابی ہوا اور ہم نے خود کو چند خواتین کے درمیان پایا جن میں سے ایک تو یقیناً ہماری زوجہ تھیں باقیوں کا ہم نہیں بتا سکتے شاید ہماری زوجہ کی کولیگز تھیں بہرحال ہم نے جو جو منصوبے بنا

رکھے تھے وہ دھڑام سے نیچے آرہے کہ اگر ہم وہ شوہرانہ حقوق کی بات چھیڑتے تو feminism کی زد میں۔۔۔ اور اگر احسان جتانے کی کوشش کرتے تو نسائی پکڑ میں۔۔۔ آجاتے؛ کیونکہ وہاں کوئی پانچ کے لگ بھگ خواتین موجود تھیں جو ایسی گفتگو میں محو تھیں جنھیں میرا دوست نسائی گفتگو کہتا ہے جو بقول اُس کے مجھے بالکل پسند نہیں اور ہر ایک کو بتاتا پھرتا ہے کہ

He likes talkative women not womenative talk.

بہر حال نسائی گفتگو خواتین کے لیے وقت گزاری کا بہترین ذریعہ ہوتی ہے۔ ہم اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور چائے کا مگ بِنا کچھ کہے اُن کے حوالے کر دیا۔ والدہ لیلیٰ نے چائے کا گھونٹ لیا اور واہ کہتے ہوئے اپنی کولیگز کی طرف داد اور ستائش طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مگ آگے بڑھا دیا۔ ساتھی کولیگز نے ایک ایک گھونٹ لیا اور حسبِ دلخواہ والدہ لیلیٰ ہماری چائے کی تعریف کرنے لگیں اور ہم سے چائے بنانے کی ترکیب پوچھنے لگیں۔ ہم تو جیسے شرما سے گئے اور کہا کہ کوئی خاص ترکیب نہیں ہے بس سادہ سی چائے ہے مگر جب اُن کا اصرار بڑھا تو ہم نے بھی ہنر بتانے کی ٹھان لی اور ماہرانہ انداز میں گویا ہوئے کہ سب سے پہلے تو دودھ خالص بھینس کا ہونا چاہیے جو پہلے اُبال لیا جائے تو ٹھیک وگرنہ کچے دودھ کی چائے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اصل ذائقہ تو بنانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

برتن میں ایک کپ پانی ڈال کر جوش دلائیں اور تین چمچ چائے کی پتی ڈال دیں۔ چائے کی پتی دو مختلف کمپنیز کی استعمال کریں تاکہ ایک سے رنگت تو دوسری سے ذائقہ میں نکھار آئے پھر اُس میں ڈیڑھ کپ دودھ اور حسب ذائقہ چینی ملائیں اور تیز آنچ پر کف گیر کی مدد سے اوپر سے نیچے پٹخ پٹخ کے چائے کو اُس نکتہ کمال تک پہنچائیں کہ چائے کی رنگت سنہری کم بادامی ہو جائے۔ پھر کپ میں چائے اتنی بلندی سے گرائیں کہ اُس کی جھاگ آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ لیجئے ترکیبِ خاص والی چائے تیار ہے جس کا صرف ایک گھونٹ آپ کے دماغ کے سوئے ہوئے خلیوں کو جگا دے۔

ہمارا تو خیال تھا کہ یہ ایک عام سا طریقہ ہے جو ہر خاتون کو آتا ہوگا مگر میرے سامنے کی خواتین تو اس خشوع و خضوع اور انہماک سے ہمیں سُن رہی تھیں۔۔۔۔ جیسے انہیں چائے بنانا تو درکنار۔۔۔۔ چائے کے اجزائے ترکیبی کا بھی صحیح سے علم نہیں۔۔۔ ہمیں ایسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں جیسے ہم ہی اس فنِ چائے سازی کے بانی اور موجد ہیں۔ اُن کی یہ معصومانہ دلچسپی دیکھ کر ہم نے یہ غلط اندازہ لگایا۔۔۔ جیسے وہ چائے۔۔ اور۔۔ بندہ سازی کے فن سے ناواقف اور معصوم عن الدغا ہیں۔ مزید یہ کہ جب انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہمیں ایسی چائے کہاں پینے کو نصیب ہو سکتی ہے بحز۔۔۔۔۔ اُن کا یہ فقرہ پورا ہونے سے

پہلے ہی ہم نے کہہ دیا۔۔۔ارے واہ یہ بھی کوئی بات ہے بھلا۔۔۔۔ہم کل خود آپ سب کے لیے ایک ایک پیالی چائے کی بنا کے لائیں گے۔

وہ دن ہے اور آج کا، ہم روز چائے کا تھرماس۔۔۔(مگ نہیں) یونیورسٹی کے گیٹ پر۔۔۔۔۔۔(اندر نہیں) گارڈ کے ہاتھوں تک پہنچانے جاتے ہیں۔

شہادت تھی میری قسمت میں جو دی تھی یہ خُو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو